صواعق السنیۃ فی الرد استاذ جامعۃ

(سنیوں کی گرج ایک یونیورسٹی پروفیسر کے رد پر)

مولف: مولوی بگا

منجانب: سنی دفاع کونسل

سبب تالیف

یہ تحریر راقم نے اپنے ایک یونیورسٹی کے پروفیسر کے اشکالات کے جواب میں لکھی ہے جو کہ معتزلہ سے مشابہت رکھتے تھے حالانکہ علما اہلسنت نے تمام کا جواب پہلے ہی اپنی کتب میں دے رکھا تھا راقم نے بس حسب ضرورت ان دلائل کو جمع کیا اور اس تحریر کو بذریعہ ای میل ان تک پہنچا دیا جس کی فرمائش خود ہی انہوں نے کی تھی اور اس کتابچہ کا نام راقم نے **صواعق السنية في الرد استاذ جامعة** (سنیوں کی گرج ایک یونیورسٹی پروفیسر کے رد پر) رکھا۔

اسلام علیکم

آج سے چھ مہینے پہلے جب آپ کو پہلی دفعہ دیکھا تو سوچا کہ آپ کی کلاس بھی ایسی ہی جیسا کہ پہلے ہم پڑھ چکے ہیں لیکن مڈٹرم کے رزلٹ نے بتا دیا کہ آپ میں کچھ الگ بات ہے اور خاص کر آپ کی جب انسانی رویوں کو مذہب، سیاست اور کاروباری معاملات کے ساتھ جس خوبی کے ساتھ جوڑتے ہیں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے اور آپ کا انداز گفتگو انتہائی حقیقت پسندانہ ہے اور آپ کی جو فکر سے راقم جتنا جان سکا آپ ہر چیز کو اس کی حقیقت میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور غیر معقول باتوں کو سرے سے رد کر دیتے ہیں جو کہ کسی حد تک ایک انتہائی بہترین خوبی ہے لیکن مذہب کے معاملات میں بھی آپ نے کچھ ایسی باتیں کی جو کہ راقم کو اس وقت ہرگز درست نہیں لگی لیکن نمبر جانے کے خوف کی وجہ سے راقم نے کبھی آپ کے سامنے لب کشائی کی جرآت نہیں کی لیکن اب کیوں کہ موقع ملا تو بہت ہمت کر کے میں قفس طاس ہوا ہے ہوں

برھان اول:

آپ نے کہا گستاخی رسول ﷺ پر ہم لوگ جذباتی ہو جاتے ہیں

جواب: یہ حکم ہمیں خود آپ ﷺ کی سنت تقرری سے ملا ہے جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گستاخی کے مرتکب کو فوراً جہنم واصل کر دیا گیا اور اسے کیفر کردار تک پہنچانے والے سے کسی قسم کی :باز پرس نہیں کی گئی، اس سلسلہ میں چند واقعات حسب ذیل ہیں

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کیا کرتی تھی، اسے ایک شخص نے موقع پا کر قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کا بدلہ، قصاص یا دیت کسی بھی صورت میں نہیں دلوایا (سنن ابی داؤد الحدود:4362)

☆حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی موقف تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے اور اس کا خون ضائع ہے۔ چنانچہ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ایک دفعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے، کسی بات پر آپ کو ایک شخص کے متعلق غصہ آیا، پھر آپ کا غصہ زیادہ ہونے لگا، میں نے عرض کیا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اسے قتل کر دوں؟ جب میں نے اسے قتل کرنے کا عندیہ دیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجلس کو برخاست کر دیا، جب لوگ منتشر ہو گئے تو آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اس وقت تو نے کیا کہا تھا؟ جبکہ میرے ذہن سے یہ واقعہ محو ہو چکا تھا۔ ان کے یاد دلانے پر مجھے یاد آیا آپ نے فرمایا کہ واقعی تو

نے اسے قتل کر دینا تھا؟ میں نے عرض کیا اگر آپ مجھے اجازت دیتے تو میں نے اسے ضرور قتل کر دینا تھا آپ اگر اب بھی مجھے حکم دیں تو اسے کیفر کردار تک پہنچا سکتا ہوں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ منصب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں گستاخی کرنے والے کو قتل کر دیا جائے، آپ کے بعد کسی اور کے لیے نہیں ہے۔[نسائی:4082]

چنانچہ آج کے دور میں تو اسلامی حکومت کا فرض بنتا تھا کہ فرانس کے ساتھ جنگ کرتے لیکن اگر اتنی بھی غیرت نہیں تھی تو کم از کم احتجاجی طور پر اس کے سفیر کو ہی بے دخل کر دیتے۔۔۔۔۔۔لیکن افسوس جن لوگوں کے فرانس کے سفیر کی بے دخلی ہر اپنی جانیں قربان کی اسلامی ریاست میں ہوتے ہوئے یتیم خانہ چوک جیسا قتل عام کیا گیا الٹا نہیں ہی مورد الزام ٹھہرانہ کے ان کی وجہ سے پاکستان کا امیج خراب ہوا ذرا اپنے عمل کو سنت رسول ﷺ اور صحابہ کے عمل کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کریں۔۔۔۔۔۔مولوی کیا کرے اس نے تو شریعت میں پیروی کی قسم کھائی ہے۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات

اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

برھان دوم:

آپ نے کہا کہ یہ جو کرامتیں بابوں کی بنائی ہوئی اس کا عقل سے کوئی تعلق ہی نہیں اور یہ تاثر پیش کرنے کی کوشش کی کہ کرامتوں کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

جواب:

یہ مذہب اہلسنت کا نہیں بلکہ معتزلہ کا مذہب جس کا اس جدید دور میں بانی انجینیر محمد علی مرزا ہے حالانکہ ہم اہلسنت تو کرامات کی تعریف ہی یہ کرتے ہیں کہ ایسا مافوق الاسباب عمل (خرق عادت) جس کا عقل میں آنا محال ہو اور جس کا ظہور ولی سے ہو (دیکھیں فیروز الغات)

فرق معجزہ اور کرامت میں اتنا فرق ہے کہ معجزہ اللہ کی طرف سے حجت ہوتا ہے جبکہ کرامت حجت نہیں ہوتی چنانچہ اس کا منکر کو کافر نہیں کہا جا سکتا جبکہ کسی بھی نبی کے معجزہ کا انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور اولیاء کے ہاتھ ان کرامات کا ظہور ان کے بارگاہ خداوندی میں قرب اور لوگوں کے ایمان میں تقویت اور مومنوں کی مدد کے واسطے ظاہر ہوتی ہیں اور غیر نبی سے کرامات کا ثبوت تواتر کے ساتھ احادیث رسول میں منقول ہے اور اسلامی لٹریچر کرامات سے بھر پڑا ہے تمام محدثین اس کے قائل تھے :

آصف بن برخیا جن کے بارے میں ولی اللہ کا قول ملتا ہے حضرت سلیمان کی موجودگی میں تخت بلقیس اٹھالائے۔(دیکھیں سورت نمل) عقلی اعتبار سے درست نہیں ہے۔

حضرت عمر نے روم میں بھیجے لشکر کو مدینے سے آواز دی یاساریہ الجبل غیر عقلی ہے

عن ابن عمر قال: وجه عمر جيشا وأمر عليهم رجلا يدعى سارية فبينما عمر يخطب يوما جعل ينادي: يا سارية الجبل - ثلاثا، ثم قدم رسول الجيش فسأله عمر، فقال: يا أمير المؤمنين! لقينا عدونا فهزمنا، فبينا نحن كذلك إذ سمعنا صوتا ينادي: يا سارية الجبل - ثلاثا، فأسندنا ظهورنا إلى الجبل فهزمهم الله، فقيل لعمر: إنك كنت تصيح بذلك. "ابن الأعرابي في كرامات الأولياء والديرعاقولي في فوائده وأبو عبد الرحمن السلمي في الأربعين وأبو نعيم عق معا في الدلائل واللالكائي في السنة، كر، قال الحافظ ابن حجر في الإصابة: إسناده حسن".

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کو روانہ فرمایا: اور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اُس لشکر کا سپہ سالار بنایا، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے درمیان یہ نداء دی کہ یاساریۃ الجبل، اے ساریہ پہاڑ کے دامن میں ہو جاؤ۔ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ جب لشکر کی جانب سے قاصد آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے وہاں کا حال دریافت کیا؟ اُس نے کہا: اے امیر المؤمنین ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو وہ ہمیں شکست دے ہی چکے تھے کہ اچانک ہم نے ایک آواز سنی، اے ساریہ پہاڑ کے دامن میں ہو جاؤ۔ پس ہم نے اپنی پیٹھ پہاڑ کی جانب کر لی تو اللہ تعالی نے دشمنوں کو شکست دے دی۔ عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی عرض کیا گیا کہ بیشک وہ آواز دینے والے آپ ہی تھے۔

(دلائل النبوة للبيهقي،حديث نمبر:2655)

(جامع الأحاديث للسيوطي،حرف الياء ،فسم الافعال،مسند عمر بن الخطاب، حديث نمبر:28657)

(كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال لعلي المتقي الهندي،حرف الفاء ، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، حديث نمبر:35788)

(الإصابة في معرفة الصحابة،لابن حجر العسقلاني،القسم الأول ،السين بعدها الألف)

صحابی رسول ﷺ ابن عمر سے ایک مردہ نے قبر سے باہر نکل کر گفتگو کی ہے یہ چیز نا صرف غیر عقلی بلکہ معتزلہ کے عقیدے کے مطابق قرآن کے خلاف بھی ثابت ہو گی کیونکہ قرآن میں لکھا ہے کہ مردہ دوبارہ قیامت میں ہی قبروں سے باہر آئیں گے (دیکھیں اثبات عذاب قبر از امام بیہقی روایت نمبر 222 اسنادہ: حسن لذاتہ)

اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سورۂ کہف پڑھ رہے تھے تو آسمان سے ایسی چیز اتری تھی جو بادل کا سیاہ سائبان معلوم ہوتا تھا اور جس میں گویا چراغ روشن تھے۔ یہ فرشتے تھے جو کہ ان کی قرأت سننے کے لیے آئے تھے۔

بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم: ۳۶۱۴، مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب نزول السکینۃ رقم: ۱۸۵۹،)
(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الکہف، رقم: ۲۸۸۵، مسند احمد ۴۔ ۲۸۱۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے۔

(مسلم کتاب الحج، باب التمتع، رقم: ۲۹۷۴۔)

سیدنا سلمان اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہما جس طشتری میں کھانا کھا رہے تھے کہ وہ طشتری یا وہ چیزیں جو کہ اس میں تھیں، تسبیح پڑھنے لگیں۔ سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کے پاس سے اندھیری رات میں نکلے تھے اور تازیانہ کے کنارے کی شکل کا ایک نور ان کے لیے روشنی کرتا تھا۔ جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ روشنی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک حصہ ایک کے ساتھ اور ایک حصہ دوسرے کے ساتھ ہو گیا۔

(بخاری، ۳۸۰۵، کتاب مناقب الانصار، باب منقبہ، أسید بن حضیر و عباد بن بشر، مسند احمد ۳۔ ۱۳۱)

اب معتزلہ کے یہاں تو یہ ختم نبوت کا انکار بنا کیوں کہ نبی کے بعد کسی غیر نبی پر فرشتے حاضری دے رہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے غلام سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر کو خبر دی کہ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو شیر ان کے ساتھ چل پڑا حتیٰ کہ انہیں منزل مقصود پر پہنچا دیا۔

(مستدرک حاکم ۳۔ ۶۰۶، مجمع الزوائد ۹۔ ۳۶۶، والبیہقی فی الدلائل ۶۔ ۴۶)

براء بن مالک رضی اللہ عنہ جب اللہ کو قسم دیتے تھے تو ان کی قسم سچی کر دی جاتی تھی۔

(ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب براء بن مالک، رقم: ۳۸۵۴)

اس طرح کی تابعین کے ادوار میں ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہمارے علماء اہلسنت محدثین نے کرامات پر کتب تحاریر کی ہیں جن میں علامہ یوسف نبہانی کی اکیلی کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے لیکن اختصار کی خاطر بس اتناہی کہوں گا کہ آپ جتنا تنقید مولوی حضرات پر کرتے ہیں خدارا آپ خود بھی سچے دل سے قرآن واحادیث کا مطالعہ کریں اور اسلامی اصولوں کا مطالعہ کریں اس کے بعد کسی قطعی بنیاد پر اگر آپ اپنا مبنائے استدلال قائم کرتے ہیں تو یقینا ان علوم سے وابستہ حضرات آپ کی باتوں کو مزید سنجیدگی سے سننے کی کوشش کریں بجائے کہ صرف اپنی عقل کے پیمانے پر ایسی چیزوں جن کی تعریف ہی غیر عقلی کی جاتی ہے کو ناپیں گے تو آپ کا قرآن وسنت کے منہج سے ہٹنے کا خطرہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت اور سچی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام